قیمت سالانہ ؎

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے۔ ۲ نومبر ۱۹۱۷ء | نمبر ۴۴

گلدستہ اخبار

جرمن محاذ اٹلی پر ایسی نئی گاس استعمال کرتا ہے کہ خواہ سپاہی ٹوپ بھی پہنے ہوں مگر پھر بھی ان کے چہروں پر اس سے کھجلی ہونے لگ پڑتی ہے مقصد اس گاس کے استعمال کا یہ ہے کہ کہ وہ اپنے چہروں سے ٹوپ اتار دیں اور تب عام گاس ان پر چھوڑی جا سکے۔

اٹلی پر حال ہی میں جرمنوں نے جارحانہ حملے کئے ہیں اس میں دشمن کا ۲۰ ہزار آدمیوں کا نقصان ہوا ہے۔

امریکہ نے اتحادیوں کی امداد کے لئے ایک لبرٹی سونے بین آکادی کا قرضہ قائم کیا ہے۔

۲۷ اکتوبر کو وہ ختم ہو گیا ہے۔ رقم ۵ کھرب ڈالر تک پہونچ گئی ہے۔

اتحادیوں کی پیشقدمی مغربی میدان جنگ میں خاطر خواہ اور متواتر ہو رہی ہے۔ مبارک

شلیزنگ ہولسٹین کا شہزادہ کرسچن لندن میں فوت ہو گیا ہے۔ افسوس۔

۲۴ اکتوبر کو ہماری سرکار کے ہوائی جہازوں کے بیڑوں نے برلن میں بڑی کامیابی سے بم پھینکے۔ مبارک۔

اٹلی کے محاذ کی بابت جو رپورٹیں حال میں سننے میں آئی ہیں ان میں بہت ہی مبالغہ کیا گیا ہے۔

۲۹ اکتوبر کا ایک تار آمدہ از لندن مظہر ہے کہ اٹلی کی فوجیں دشمن کو آگے بڑھنے سے خوب روک رہی ہیں۔

اتحادیوں نے اٹلی کو پوری پوری معونت کا انتظام کر لیا ہے۔

امریکہ نے بھی اٹلی کو امداد بہم پہونچانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

جرمن کی مالی حالت اچھی نہیں ہے۔

لارڈ کرزن نے ہاؤس آف لارڈز میں کہا ہے کہ کناڈا نے ۴۳۵۰۰۰ آسٹریلیا نے ۲۰۰۰۰۰ آدمی جنگ میں بھیجے۔

نیوزیلینڈ نے ۱۲۰۰۰۰ و مغربی افریقہ نے ۶۰۰۰۰ آدمی جنگ میں دیئے۔

مگر ہندوستان نے جو آدمی جنگ میں بھیجے ہیں ان کا شمار بہت ہی بڑھا ہوا ہے۔

جرمنی نے بلجیم کو جداگانہ صلح کر لینے کی ترغیب حال ہی میں دی ہے۔ مگر اس نے اس سے قطعی انکار کر دیا ہے۔

ہسپانیہ میں شورش برپا ہو رہی ہے۔

تار برقیات

مغربی رزمگاہ

برٹش اور بلجیمی کامیابیاں

لنڈن ۲۹ اکتوبر۔ ایک برٹش مراسلہ مظہر ہے کہ مقام مرکم کے شمال کی جانب فرانسیسیوں اور بلجیمیوں نے کامیاب حملے کئے فرانسیسیوں نے سوکھرچے گاؤں لے لیا۔ اور اتحادیوں کا قبضہ اب جزیرہ نما مرکم پر ہے جنگی محاذ پر ہر دو جانب سے گولہ باری ہوتی رہی۔ ہمارے ہوائی جہاز بینجر کے روز سرگرم کار تھے۔ انہوں نے ہمارے توپخانوں کے ساتھ ہو کر کام کیا۔ اور ایک سو سے ایک ہزار فٹ کی بلندی سے کئی ہزار فائر کئے انہوں نے رورس کے سٹیشن پر ۲۹ بڑے بڑے بم پھینکے ۶ ریل کے ہوائی جہازوں کے کارخانہ پر اور ۱۲۱ بم لینز کے مغربی سمت کے محافظ جگہوں پر اور ۱۲۴ دیگر جگہوں پر پھینکے۔ ہمارے ہوائی جہازوں کے بیڑوں نے رات کے وقت چارٹن بم دشمن کے ہوائی جہازوں کے سات کارخانوں پر اور تین بڑے بڑے ریلوے سٹیشنوں پر بم پھینکے جہاں پر کئی جگہوں میں آگ لگ گئی۔ دشمن کے ہوائی جہاز متواتر ہم پر حملہ کرتے رہے مگر ہمارے ہوائی جہازوں نے اپنا مطلب حاصل کر لیا۔ ہم نے گیارہ جہاز اتار لئے اور سات بھگا دیے ہمارے نو جہاز نہیں ملے۔

لنڈن ۳۰ اکتوبر۔ برٹش مراسلہ مظہر ہے کہ ہم نے گزشتہ رات وارنٹین کے مقابل کی خندقوں پر یورش کی اور ریتوئل کے مضافات میں جاسوسوں کے طلایہ کو پسپا کر دیا۔ ایک بلجیمی طلایہ نے مرکم کے شمال میں ایک پوسٹ کے ۱۲ آدمی قید کر لئے بلجیمی فوج نے رات کے وقت ڈکسمیوڈ کے شمال کیجانب ایک کامیاب یورش کی۔ اور ۲۳ آدمی گرفتار کر لئے۔

فرانسیسی کامیابی۔

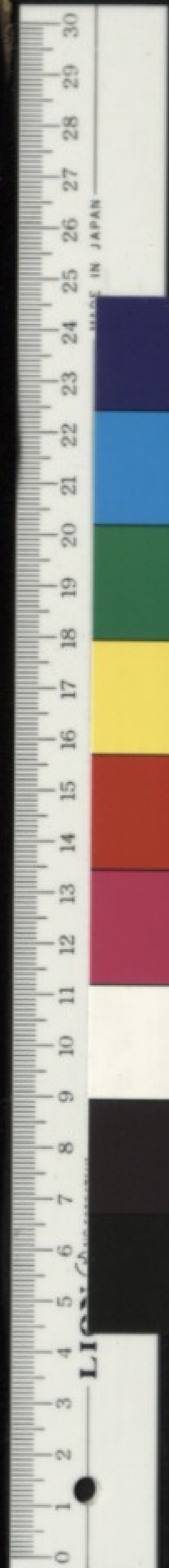
لنڈن ۲۸ اکتوبر۔ رائٹر کا نامہ نگار مقیم صدر مقامات راوی ہے کہ کل کی فرانسیسی کامیابی ایک روشن معاملہ تھا جب جرمنوں نے اس معاملہ کی خبر سنی تو نہایت حیران اور پریشان ہو گئے اور ان کو اس امر میں کوئی شک باقی نہ رہا کہ فرانسیسی موسم خزاں میں زیر طغیانی قطع زمین پر حاوی ہو جانے کی کوشش کرینگے۔ اس کے بعد میدان پر بلجیمی فوجیں بھی کشتیوں پر چڑھ گئے اور کلدار توپیں لے گئے ان سے جا ملیں اور طغیانی کے پرے جا کر ایک نیا خط قایم کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ایک جنگل کے نصف مغربی سمت میں ایک مورچہ بنا لیا۔

لنڈن ۲۹ اکتوبر۔ فرانسیسی مراسلہ کا بیان ہے کہ چینی اور شاؤکتن کے علاقہ میں اور ویبائن وسے شیابنجی کے نزدیک خاصی گولہ باری ہوتی رہی۔ جرمنوں نے فرائڈ منٹ فرم کے شمال میں ہمارے مورچوں پر ایک سخت حملہ کیا۔ مگر ہماری آتشباری نے حملہ کی لہروں کو پسپا کر دیا۔ جس میں دشمن کا سخت نقصان ہوا۔ ہمارے ہاتھوں میں ساٹھ فیصدی گرفتار ہوئے۔ شامپین کی بلندیوں کے علاقہ میں خاص گولہ باری ہوتی رہی۔

لنڈن ۳۰ اکتوبر۔ پیرس۔ گزشتہ رات کا مراسلہ مظہر ہے کہ دریائے میوز کے داہنے کنارہ پر سخت گولہ باری ہوتی رہی۔ اور باقی تمام محاذ پر ٹھہر ٹھہر کر گولے آتے تھے۔

انگریزی فرانسیسی محاذ

لنڈن ۲۹ اکتوبر۔ واشنگٹن۔ سکرٹری آف وار مسٹر بیکر نے جو جنگ کا ہفتہ واری نظارہ بیان کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس ہفتہ کی بیرونی صورت یہی کہ برٹش فوج کی طرف سے بلاتحاشہ جارحانہ حملے ہوتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خاص خاص موقعہ کے مقام ان کے ہاتھ آئے۔ اور آئیسن کے شمال کیجانب فرانسیسیوں نے حملے کئے اور اندر گھس گئے۔ وہ کہتا ہے کہ ظاہر ہے کہ مغربی محاذ پر جو اتحادیوں کی زد ہو رہی ہے وہ اپنے مدعا اور سختی میں وسیع ہے۔ اور سارا محاذ اتحادیوں کے سخت دباؤ کا منتظر بن رہا ہے اور دشمن اس دباؤ کو اہمیت کی نظر سے دیکھتا اور اس کی برداشت کرتا ہے۔ یہ امر روشن ہے کہ برٹش کمان تھوڑے نقصان کے ساتھ خاص خاص اور بڑے بڑے جنگی موقعوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اتحادی فوجیں فلنڈرز میں اپنی فتوحات کو آہستہ آہستہ وسیع کر رہی ہیں۔ اور مغرب میں جرمن مقابلہ کے قلب کے اندر گھس رہے ہیں۔ اگر اس امر کا کوئی ثبوت ضروری ہے۔ تو وہ فرانسیسی فیصلہ کن فتح سے مل سکتا ہے۔ امریکنوں کا وزیر جنگ مسٹر بیکر کہتا ہے کہ فرانس میں امریکن فوجوں کی تیاری میں آہستہ آہستہ ترقی ہو رہی ہے۔ اور عمدہ ہے۔ کئی ایک فوجیں اصل معنوں میں محاذ پر جنگ کر رہی ہیں۔



ایڈیٹوریل نوٹس

رائی کے دانے کے برابر ایمان

خداوند یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں سے بڑے زور کے ساتھ وعدہ کیا اور کہا ٗمیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس . . پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جاوے گا۔ اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی۔ٗ اس آیت پر جب ہم علم البیان کے قاعدوں کے مطابق غور کرتے ہیں اور خداوند مسیح کے معانی تلاش کرتے ہیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کل آیت قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ ہے اور اس میں حکم ہے کہ ایک نسبت دوسری نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر ثابت ہے۔ اور پہلی نسبت سے مراد وہ نسبت ہے جو تالی میں ہے۔ اور دوسری نسبت سے مراد وہ نسبت ہے جو مقدم میں ہے۔ پس اس آیت میں مطابق منطقی قاعدے کے یہ حکم ہے۔ کہ تو اس پہاڑ سے کہو گے . . . . . . ٗکی نسبت ثابت ہے جس تقدیر پر ٗاگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگاٗ کی نسبت ثابت ہےٗ۔ یا بہ الفاظ دیگر۔ اس میں یہ پایا جاتا ہے کہ پہاڑ سرک کر وہاں چلا جائے گا۔ جس صورت میں کہ رائی کے دانے کے برابر ایسا کچھ واسطے میں ایمان ہوگا۔ مقدم میں جو نسبت ہے اُس کا انحصار اُس نسبت پر ہے جو تالی میں ہے لیکن علم البیان کے مطابق تالی میں تشبیہ موجود ہے جبکہ مشبہ ایمان اور مشبہ بہ رائی کا دانہ ہے۔ مشبہ بہ حسی ہے۔ نہ مشبہ عقلی ہوگا نہ کہ حسی پر جونکہ مشبہ عقلی ہے اور وہ اپنے مشبہ بہ سے ہر امر میں اتم اور اشہر اور اکمل ہوتا ہے۔ اہذا بہ سلیس زبان اُس سے مراد یہ ہوگی۔ کہ اگر تم میں تھوڑا سا بھی ایمان ہو تو وہ بھی کمال کا حکم رکھتا ہے جیسا کہ مقدم سے ظاہر ہے۔ اور چونکہ تالی میں تشبیہ پائی جاتی ہے تو لازم ہے کہ علم البیان کے قاعدے کے مطابق مقدم میں بھی تشبیہ ہو۔ چنانچہ مقدم میں بھی تشبیہ موجود ہے۔ مگر اُس میں تشبیہ کی دوسری قسم یعنی استعارہ ہے۔ یعنی جب تشبیہ میں مشبہ بہ مذکور اور مشبہ حذف ہو تو اُس کو استعارہ کہتے ہیں۔ اور یہ استعارہ بالتصریح ہے کیونکہ اُس میں مشبہ بہ کو ذکر کرنے سے جو اس آیت میں حسی ہے یعنی ٗپہاڑٗ اور جس کو ہم دیکھ کر مشبہ کی رفعت اور استقامت کو زیادہ توضیح کے ساتھ سمجھ جاتے ہیں۔ مشبہ کی جو عقلی اور ذہنی ہے رفعت اور استقامت کی کافی تشریح و توضیح ہو جاتی ہے۔ اور ہمارے خیال مشبہ بہ سے اُٹھ کر مشبہ پر زیادہ جم جاتے ہیں۔ اور ہم سمجھ جاتے ہیں کہ یہاں ٗپہاڑٗ سے مراد پتھروں کا وہ اونچا اور قائم اور مسلسل سلسلہ نہیں ہے جس کو ہم دیکھ رہے ہیں۔ بلکہ اس سے مراد وہ مشکل کام اور دشوار ابتلا ہیں جن کا حل ہونا اور اُٹھانا یا برداشت کر لینا حیطۂ قوت انسانی اور حیز تدابیر جسمانی سے محال بلکہ ناممکن ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اگر تالی کو تشبیہ متصور کیا جائے تو ضرور ہے کہ مقدم کو بھی تشبیہ سمجھا جائے۔ خواہ وہ تشبیہ استعارہ ہو۔ خواہ مجاز مرسل۔ اور سادہ عبارت میں اس آیت مذکورہ کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر مسیحی میں کسی امر اہم کے حل ہو جانے کی بابت تھوڑا سا بھی ایمان ہو اور وہ سچے دل اور نیک نیتی سے خدا پر بھروسہ کر کے اس کو حل کرنے کی کوشش کرے تو وہ مشکل حل اور ابتلا ٹل جائے گی۔ یا برداشت کی طاقت حاصل ہوگی۔ اور دونوں صورتوں میں اس ایمان کا نتیجہ مسیحی کے حق میں مفید اور راحت افزا اور بہجت خیز ہوگا۔ اور خدا کی بزرگی اور قدرت کے اظہار کا خاص سبب۔ اس آیت اور جو صنعت اُس میں ہے اُس کا مقصد شعبدہ بازی یا کھیل تماشہ یا مخالف کی آزمائش کا جواب دینا مطلوب نہیں ہے۔ بلکہ مسیحی کے ایمان کی پائیداری۔ راحت اور خدا کے جلال اور قدرت کے ظہور کی وساطت مطلوب ہے۔ اور یہی اس تشبیہ کی غرض ہے جو خداوند نے بیان فرمائی ہے۔ تالی کو تشبیہ میں استعمال کرنا اور مقدم کو حقیقت سمجھنا قاعدے اور عقل ہر دو کے خلاف ہے۔

لہذا ہم مسیحیوں کا ذاتی تجربہ ہے کہ ایمان سے بڑے کام ہوئے ایمان سے مسیحی پر سے آزمائشیں اور ابتلا ٹل گئیں یا اُن کے برداشت کی کافی طاقت حاصل ہو گئی ہے جس کے بعد عمدہ عمدہ اور مفید نتائج ظہور میں آئے اور مسیحی کا دل خدا کی شکرگزاری اور اپنی راحت اور خوشی کو دیکھ کر بھر آتا ہے۔ ایمان زیادہ ارفع اور مستقل ہو جاتا ہے۔ اور مسیحی اور زیادہ نیک کاموں اور نیک چلنی میں بڑھ جاتا ہے۔ خدا کے زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی روحانی خوشی اور اُمیدوں کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ اور یہی تجربہ قدیم بزرگوں کا ہے۔ چنانچہ پولس رسول عبرانیوں کے خط کے گیارھویں (بائبل میں) قدیم بزرگوں کے ایمان اور اس کے نتائج کا ذکر کر کے فرماتا ہے۔ کہ انہوں نے ایمان ہی کے سبب سے بادشاہتوں کو مغلوب کیا۔ راستبازی کے کام کئے۔ وعدہ کی

ہوئی چیزوں کو حاصل کیا۔ شیروں کے منہ کو بند کیا۔ آگ کی تیزی کو بجھایا۔ تلوار کی دھار سے بچ نکلے۔ اور کمزوری میں زورآور ہوئے۔ لڑائی میں بہادر بنے۔ غیروں کی فوجوں کو بھگا دیا۔ عورتوں نے اپنے مردے پھر کے زندہ پائے۔۔۔۔۔۔ ان سب کے حق میں ایمان کے سبب سے اچھی گواہی دی گئی"۔ کیا یہ نہیں جنکا ذکر ان آیات بینات میں پایا جاتا ہے "پہاڑ" کے یہاں سے سرک کر وہاں چلا جانے کے حکم پر۔ "پہاڑ" ہمیشہ مشکل کاموں کے بیان کرنے کا مروجہ استعارہ ہے۔ مشکل کاموں کو دیکھ کر جو فکر اور تردّدات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اُن کو اور اُن دشواریوں کو بیان کرتے ہوئے ہمیشہ یہ کہا جاتا ہے کہ "سر پر پہاڑ ٹوٹ پڑا" یا فلاں کام تو مجھے "پہاڑ" معلوم ہوتا ہے۔ "یہ پہاڑ میرے سر سے ٹلجائے تو اچھا ہے" وغیرہ پس آیت زیرغور کا مطلب صاف ہے۔ اور اس میں کوئی الجھاؤ نہیں ہے۔

مسیح ہمارے دل میں ہونا چاہیئے

کہتے ہیں کہ نپولین کی فوج کے سپاہی اپنے افسروں اور شہنشاہ کی بڑی قدر اور تعظیم کیا کرتے تھے۔ ایسا کہ وہ اُس کے لئے ہر طرح سے مرنے کو تیار اور خوش تھے کیونکہ وہ اُن کے دلوں میں بستا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک لڑائی میں ایک سپاہی کے سینے میں قلب سے عین اوپر کے گولی لگی۔ ڈاکٹر فوراً جراحی کے لئے آیا۔ جب سپاہی نے محسوس کیا کہ اُس کا نشتر اُس کے دل کے نزدیک جا کر لگا ہے تو فوراً بول اُٹھا ذرا گہرا (نشتر مارو) اور وہاں تم کو شہنشاہ ملیگا! اب سوال ہے کہ کیا ہم اپنے دلوں میں اُس سب سے بڑے اور افضل دوست مسیح کو اس سپاہی کی طرح اپنے دلوں میں رکھتے ہیں؟

اگر ہمارے دل چاک کئے جائیں تو کیا کوئی ہمارے دلوں کے اندر اپنے اُس بڑے سپہ سالار کی صورت اور نام کندہ پائے گا؟ ایک مسیح کے سچے ایمان دار اور پرستار کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ خداوند مسیح کو ایسا پیار کرتا تھا اور اُس پر ایسا خیال جمائے رکھتا تھا کہ اگر کوئی اُس کا دل چیر کر دیکھ سکتا تو یقین کیا جاتا ہے کہ وہ ضرور یہ دیکھتا کہ صلیب کا نشان اُسکے دل میں گہرا لگا ہوا ہے۔ جو لوگ جیسویٹ مشنری فرانسس زوائر کے ہمیشہ قریب رہتے اور اُس کی عادات اور روش پر بغور فکر کیا کرتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے کسی کام میں مستغرق اور بالکل منہمک ہونے کے وقت میں "اے یسوع! اے یسوع!! اے یسوع!!!" کہتا ہوا سنائی دیتا تھا۔ اُس کی محبت خداوند کیساتھ ایسی گہری تھی کہ وہ ہمیشہ اپنے خداوند کی رفاقت میں رہا کرتا تھا۔ ویلز کے شہرۂ آفاق واعظ کرسمس ایونس کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ اپنا ہر ایک کام کرتے ہوئے یہ کہا کرتا تھا کہ "اے مالک مددگار! اے مالک مددگار!!" کاشکہ ہم اپنے آقا اور منجی کو ایسا ہی پیار کرتے رہا کریں۔ اور اُس کے ایسا ہی نزدیک رہا کریں جیسے کہ مسیح کے سچے عاشق اُس کے ہمیشہ نزدیک رہتے اور اُس کو ہمیشہ پیار کیا کرتے تھے۔ وہ ہمارے اس پیار اور رفاقت کے لائق بلکہ نہایت لائق ہے۔ کیونکہ "اے میرے محبوب تو سراسر جمال ہے اور تجھ میں کوئی عیب نہیں"۔ اور "دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کی مانند کھڑا ہوتا ہے"؟

اگر ہم اس کو پیار کریں تو وہ ہم کو پیار کرے گا

قاعدہ کی بات ہے کہ جو لوگ ہمیں پیار کرتے ہیں۔ ہم اُن کی بابت سننا پسند کرتے ہیں۔ مزید برآں اگر ہم اُس کو پیار کریں تو اُس کے دوستوں کو بھی پیار کرینگے۔ یہ محبت کی عام صورت ہے۔ اگر ہم اُس سے محبت رکھتے ہیں تو اُس کی بابت باتیں کرنے اور سننے اور اُس کی رفاقت میں رہنے کو بھی عزیز سمجھیں گے۔ اور یہی وجہ ہے کہ مسیحی لوگ دعا مانگنے کو اور اُس جگہ جانے کو عزیز سمجھتے ہیں جہاں وہ اُن کو مل سکتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ اس دنیا سے پرے آسمان کی طرف دیکھنے سے خوش ہوتے ہیں اگر ہم اُسے پیار کریں تو دنیا کی تمام چیزیں اور آدمی ہمارے مرید بن جائیں گے۔ لیکن کیا ہم ایمان ہی سے بچ نہیں گئے ہاں بے شک۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ محبت ہی ایمان ہے۔ اور ایمان ہی محبت ہے۔ انگریزی میں ایمان کو Faith فیتھ کہتے ہیں۔ اور فیتھ کی جو سب سے عمدہ اور یقینی تعریف کی گئی ہے۔ وہ ان پانچ انگریزی الفاظ میں ہے جو انگریزی لفظ فیتھ کے پانچوں حروف سے شروع ہوتے ہیں یعنی "فورسیکنگ آل آئی ٹیک ہم"۔ بحروف انگریزی "Forsaking all I take him"

فرانسیسی مراسلہ

لنڈن ۲۹ اکتوبر فرانسیسی مراسلہ کا بیان ہے کہ ہنرواکس محاذ پر میوز کے دہنے کنارے پر دشمن نے بائیں شاوم پر سخت گولہ باری کرنے کے بعد حملہ کیا۔ مگر ہماری آتشباری سے وہ بھاگ گئے اور ہمارے خطوط تک نہیں پہنچے۔ ماسوائے شاورس جنگل کے ایک مقام پر کہ جہاں اُس نے ۵۰۰ میٹرس کے محاذ پر پیر جمائے۔ مگر ہمارے بالمقابل حملے نے اُس خط کا بہت سا حصہ لیا۔

دیہات میں مسیحی چودھریوں کی ضرورت

جن مسیحی دیہات میں دانا اور ہوشیار منادوں کے ساتھ کلیسیا میں چودھری موجود ہیں اور جو کام وہ رضا و رغبت اور سچے مسیحی جوش اور ایمان سے کرتے ہیں وہی چودھریوں کی ضرورت کو بخوبی جانتے ہیں قبل ازیں ہم ہمارے مسیحی گاؤں ینگسن آباد کے چودھریوں کا ذکر وہاں کے ایک صاحب کے قلم کا لکھا ہوا پڑھ چکے ہیں اور ایسا ہی سنتو کھ ماجرہ کے مسیحی چودھریوں کا ذکر بھی ہمارے ناظرین کی نگاہوں سے گزر چکا ہے۔ آج ہم اخبار انڈین وٹنس سے اسی قسم کا بیان درج کرتے ہیں جو اس نے اپنے حال ہی کے پرچہ میں جو بشپ ایف ڈبلیو وارن صاحب کے قلم سے شائع کیا ہے بشپ صاحب موصوف نے ۱۸۶۸ء میں بشپ تھابرن صاحب کی ایک سب سے پہلی ماس موومنٹ میٹنگ کا ذکر کرتے ہوئے چودھریوں کا ذکر کیا ہے۔ اور جو کامیابی اُن کے کاموں سے دکھائی ہے اُس سے چودھریوں کی ضرورت پر بڑی روشنی پڑتی ہے وہ اُس پہلی میٹنگ کا ذکر کرکے کہتے ہیں کہ

ہم نے لسٹ میں ایک میٹنگ فراہم کی جسکا ذکر میں نے بشپ تھابرن صاحب سے پہلے اقتباس کیا جہاں ہی پہلی ماس موومنٹ مذہبی سکھوں کے درمیان شروع ہوئی تھی۔ اس جلسہ میں چند چودھری موجود تھے جن میں سے ہر ایک چھ سے بیس میل کے فاصلہ سے آیا ہوا تھا۔ وہاں اب ایک عالیشان مسیحی جماعت ہے اور ۹۰ فیصدی لڑکے لڑکیاں مدرسہ کے قابل عمر کے مدرسوں میں تعلیم پاتے ہیں مسیحیوں میں باقاعدہ پنچایت ہوا کرتی ہے۔ اور جیسا کہ رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے وہ بڑے استقلال کے ساتھ اُن لوگوں کی مخالفت کرتے ہیں جو مسیحی قاعدوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ایپورتھ لیگ اور چودھریوں کی تمام ہماری میٹنگوں کا خرچ وہ لوگ خود برداشت کرتے ہیں بشپ صاحب کہتے ہیں کہ جس بات پر میں زیادہ زور دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جن ۲۷ آدمیوں کو ۱۸۶۸ء میں بشپ تھابرن صاحب نے بپتسمہ دیا تھا۔ اُن میں سے بہت سے مسیحی کارندے جو ہماری شمالی اور شمال مغربی ہندوستان کی کانفرنسوں میں جابجا منتشر ہیں جو انجیل کی اشاعت اور اسی قسم کی جماعتیں قائم کر رہے ہیں پھر آگے چلکر دھمپور کی میٹنگ کا ذکر کرتے ہیں جہاں بائیس چودھری موجود تھے۔ وہاں سے وہ نگینہ تشریف لے گئے جہاں چونتیس چودھری حاضر تھے جو دور دور سے آئے ہوئے تھے۔ یہاں نہایت غیر معمولی جلسے ہوتے رہے جن کے چلانے والے سب کے سب دیہاتی چودھری تھے بشپ صاحب نے ان میں سے کئی ایک چودھریوں کے لکچروں کا بیان کیا جو بڑے پُرتاثیر اور سچے جوش سے بھرے ہوئے اور نہایت مفید کاموں کا اظہار کرتے تھے بشپ صاحب نے فرمایا کہ میٹنگ کے آخر میں پریچر انچارج نے درس دیا اور کہا کہ پریچر اور چودھری ایک ہی ہل میں جُتے ہوئے ہیں۔ اگر ایک بیل ایک طرف اور دوسرا دوسری سمت کو جائے تو ہل نہ چلیگا اور زمین بنجر پڑی رہیگی۔ اسی طرح پریچر اور چودھری ہر دو کو ملکر ہل کھینچنا چاہیے۔ تاکہ کلیسیا کا کام مسیحی جماعت کی تعمیر اور دیہات میں خوشخبری پھیلانے کا کام برابر جاری رہے۔

ان اور ایسی قسم کے بیانوں سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ دیہات میں انجیل کی بشارت دینے کے لئے سچے اور جوشیلے پریچروں کے ساتھ دیہاتی مسیحی چودھریوں کی بھی ضرورت ہے۔ وہ سب ملکر خدا کی بادشاہت قائم کرنے میں کیسے کار آمد ہیں۔ یہی کام وہ ضروری کام ہے جس کی آج ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ یعنی ہندوستانیوں ہی کے ذریعہ ہندوستان مسیح پاس لایا جائے۔

دیہات میں بھجن منڈلیوں کی ضرورت

انجیل جلیل کے سنانے اور زمین پر خدا کی بادشاہت قائم کرنے کے لئے جیسے لایق اور سچے پریچروں اور چودھریوں کی ضرورت ہے۔ ویسے ہی ایسی بھجن منڈلیوں کی بھی اشد ضرورت ہے۔ جو ہندوستانی راگوں اور راگنیوں میں ہندوستانی بھجن خوش الحانی اور قاعدوں کے ساتھ گا اور مختلف ہندوستانی باجے عمدگی کے ساتھ بجا سکیں۔ یہ بھی بشارتی کام کا ایک جزو اعظم ہے۔ جن دیہات میں ایسی بھجن منڈلیاں باقاعدہ قائم ہیں ان کے فوائد اور ضرورت کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ اس کے متعلق بھی ہم اخبار انڈین وٹنس سے ایک صاحب کا بیان پیش کرتے ہیں جو اس امر کی پوری تصدیق کرتا ہے وہ یہ ہے۔

پادری ہنسن ہکر صاحب کا ایک خط حسب ذیل ہے "گذشتہ ایک دو سال میں ضلع میرٹھ کے اندر گانے میں عجیب و غریب ریوایول ہوا ہے۔ اپنے ہی لوگوں میں سے بعض نے عام مروجہ دیہاتی راگوں میں خود نئے بھجن بنائے ہیں اور وہ بھجن تمام ضلع میں بیابانی آگ کی طرح پھیل گئے ہیں۔ ہر جگہ جہاں کہیں میں جاتا ہوں وہاں لوگ عجیب نئے طریقے سے گاتے نظر آتے ہیں۔ بہت عرصہ نہیں گزرا کہ میں ضلع کے ایک گاؤں میں تھا۔ جہاں میں گانا سن کر حیران رہ گیا۔ بارہ بارہ برس کے تین لڑکے بالخصوص ایسے تھے جو ان بھجنوں میں سے آٹھ دس بھجن قریباً کامل طور پر گاتے تھے غیر مسیحیوں اور دیگروں کی ایک گروہ اُن کے گرد جمع ہو گئی اور قریباً ایک گھنٹہ تک اُن کا گانا سنتی رہی ہماری ڈسٹرکٹ کانفرنسوں اور دیگر جلسوں میں یہ بھجن بڑے موثرانہ طور پر گائے جاتے ہیں۔ اور ہم محسوس کر سکتے ہیں کہ یہ انہوں نے روحانی زندگی پر

بڑا گہرا اثر کیا ہے۔

میں یقین کرتا ہوں کہ ہم کو گاؤں میں گانے اور مسیح کی زندگی کے حالات گانے اور ان کاموں کا بیان کرنے پر زور دینا چاہیئے جو اُس نے (خداوند مسیح نے) کئے ہیں۔ اس سے ہندوستانیوں کے دل ایسے طور پر ہاتھ میں آ سکتے ہیں کہ ویسا کسی اور طرح نہیں ہو سکتا۔ کاش کہ گانے میں تمام ہندوستان کے اندر ریوائیول پیدا ہو جائے۔"

۱۹۱۷ء کی جنگ کے نتائج

ہیمپسٹیڈ واقعہ انگلینڈ کے متصل ہاؤس آرتھوپیڈک ہاسپٹل کے افتتاح کے موقعہ پر جنرل سر ولیم رابرٹسن نے جو کہ دی امپیریل جنرل سٹاف کے چیف ہیں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج ہمارے خیالات پیرس کی سمت پھرتے ہیں جہاں ہماری بہادر فوجیں اُسی پیمانہ پر لڑ رہی ہیں جیسا کہ وہ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۵ء میں جنرل فرنچ کے ساتھ ہو کر لڑتی رہیں۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ پیرس کی لڑائی اس جنگ کی سب سے بڑی لڑائیوں میں سے ایک ہے۔ اس نے جرمن کو فرانس پر قابض ہونے کی کوشش میں فیصلہ کن شکست دی اُس وقت تو ہم فوج اور سامان جنگ کے لحاظ سے تیار نہ تھے۔ مگر اب پہلو بدل گئے ہیں۔ یعنی ہماری تیاری ہر معنی میں مکمل ہے۔ دشمن ہماری پیشقدمی کو روک دینے کے ناقابل ہے۔ اور ہر موقعہ پر ناکام ہو رہا ہے۔ اور آس اور پیرس کا قصہ بھی یہی ہے۔ صرف ۱۹۱۷ء ہی میں ہم نے جرمن کے زیادہ آدمی گرفتار کر لئے ہیں اور چار چند توپیں لے لی ہیں۔ اور اب ہم بہترین سامان سے آراستہ آدمیوں کو رکھتے ہوئے لڑ رہے ہیں۔ مگر مقابل میں دشمن کا ہر قسم کا سامان کم ہو رہا ہے اور وہ ایسے جوانوں کو جنگ میں شامل کر رہا ہے جو آج سے دو سال بعد فوجی خدمات کے لئے ہو سکتے تھے۔ دشمن کے نقصانات بھاری ہیں۔ مگر ہمارے خفیف۔ اگرچہ ہماری پیشقدمی آہستہ آہستہ مگر یقینی اور مستقل رہی ہے ہماری فوجوں کا اخلاق اگرچہ تدریجی مگر مستقل رہا ہے۔ اس کو محاذ پر اپنی تمام فوجوں کے اوپر پورا بھروسہ ہے۔ تمام کمانڈر اپنی فوجوں کی بہادری اور دلیرانہ کارناموں پر اطمینان ظاہر کرتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر فتح کی کسی اور دلیل اور اثبات کی ضرورت نہیں ہے اور ہمارے ملک کے باشندے بھی آخری نتیجہ پر پورا اعتماد رکھتے ہیں۔

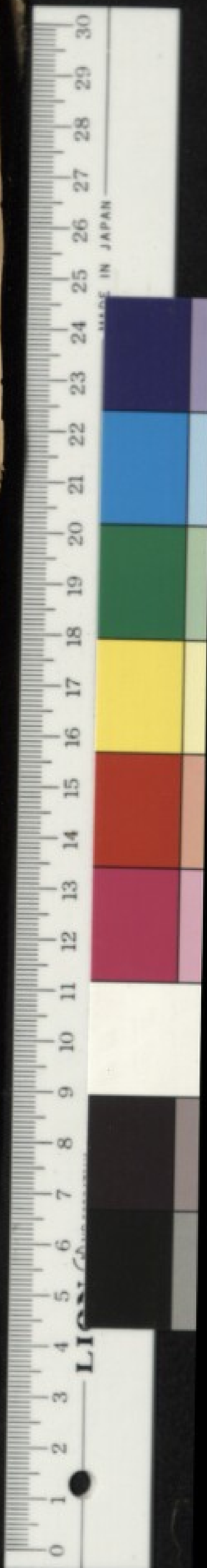
رسالہ المسیح اور مسٹر سکندر خاں

کچھ عرصہ ہوا کہ لاہور کے چودھری سکندر خاں نے جبکہ اُن کا تعلق المسیح سے قطع ہو گیا تھا۔ باقاعدہ اعلان کر دیا تھا کہ اب اُن کا تعلق المسیح سے مطلق نہیں ہے تمام معاملہ اُن کا باہمی رضامندی سے صاف ہو گیا ہے۔ مگر المسیح کے نمبر ۲ میں جو مضمون مسٹر عبدالغنی ایڈیٹر رسالہ نے لکھا ہے۔ اُس کو دیکھ کر ہمیں بڑا افسوس ہوا۔ جب ہم لاہور میں گزشتہ دنوں میں گئے اور پادری طالب الدین صاحب سے تمام گفتگو مفصل ہوئی تو بھی ہم نے معاملہ صاف پایا۔ اور جو فیصلہ [illegible] پنچایت نے زیر صدارت پادری صاحب مذکور کیا تھا من و عن [illegible] جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ سارا معاملہ نہایت خوش اسلوبی سے صاف ہو گیا ہے۔ ہماری دانست میں مسٹر عبدالغنی کو بھی اسی قدر اطلاع اپنے ناظرین کو دے دینا کافی تھا جتنا کہ چودھری سکندر خاں نے نورافشاں میں دی تھی۔ اور جیسا آپ نے اپنے اس مضمون کے آخر میں کر بھی دیا ہے۔ ہماری دانست میں اُس سے زیادہ لکھنا فضول تھا۔

دسہرہ اور محرم

جہاں جہاں سے خبر اخبارات سے ہمیں موصول ہوئی ہیں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ دونوں تہوار بڑے امن اور اطمینان سے گذر گئے۔ سرکاری انتظام بھی ہر جگہ قابل تعریف تھا کسی قسم کا فساد نہیں ہوا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں نے بڑے اتفاق سے ان دونوں تہواروں کو انجام تک پہونچایا۔ خود لودیانہ ہی میں محرم کے روز ہندوؤں کی طرف سے نو جگہ پر چار پانی سوڈا اور دیگر اشیا خوردنی کا انتظام کیا ہوا تھا۔ بعض تعزیوں پر ہندوؤں نے روپے بھی چڑھائے۔ اور خود بھی اُن کے ماتم میں شریک ہوئے۔ اگرچہ اُن کی طرح ہندوؤں نے اپنی سینہ کوبی نہیں کی۔ تو بھی شریک ضرور تھے۔ ہندوؤں کا اس موقعہ پر ہزار بارہ سو روپیہ خرچ ہو گیا۔ بعض مسلمانوں نے بھی دسہرہ کے دن رام لیلا میں کچھ روپیہ نذر کئے اور سنا جاتا ہے کہ ہار بھی چڑھائے۔ لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے ہندوؤں کی رعائتیں مسلمانوں کی رعائتوں سے کہیں زیادہ تھیں۔ یہاں کے کل انتظام میں خاص طور پر ہمارے مہربان ڈپٹی کمشنر صاحب میاں **اصغر علی** صاحب کا ہاتھ تھا جو ہر پہلو سے قابل تعریف تھا۔

نورافشاں کی توسیع اشاعت میں آپ کی از حد کوشش ہونی چاہیئے۔





ایک اور ہندوستانی مسیحی سنیاسی

توقع ہے کہ ہمارے ہندوستانی مسیحی ناظرین اس خبر کو سنکر خوش ہونگے کہ ایک اور ہندوستانی مسیحی نے مسیحی سنیاس دھار لیا ہے۔ ہندوستان کو مسیح پاس لانے کے لئے ہندوستانی مسیحی سنیاسیوں کی اشد ضرورت ہے۔ بمبئی گارڈین میں درج ہے کہ جنوبی ہندوستان کی امریکن مرہٹی مشن کے متعلق ایک کلیسیا کے پاسٹر پادری این۔ وی۔ تلک صاحب نے اس مقصد سے اپنی کلیسیا سے قطع تعلق کر لیا ہے اور ذیل کا ریزولیوشن انہوں نے اپنے لئے پاس کیا ہے۔ آپ کا یہ ریزولیوشن یکم ستمبر ۱۹۱۷ء بروز سنیچر از مقام راہوری سی۔ ای کنٹونمنٹ کا لکھا ہوا ہے۔ رہوتھا۔

"ماسوائے تمام انسانی ایجنسیوں کی محبت اور خدمت کے اپنے ملک کی خاطر مسیح کے دربار کی خاطر اور اپنے ہی خاطر مجھے آزاد ہونا ضرور ہے۔ اور مسیح اور اس کی انجیل کے لئے تمام مقاصد کا پابند ہونا لازم ہے۔ اس لئے میں صدائے الہی کے جواب میں آج میں مشن کا کارندہ ہونے یا کسی کے سہارے پر ہونے یا نوکر بننے سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ میں مسیحی سنیاسی ہوں جس کے معنی یہ ہیں کہ میں ویراگی نہیں بلکہ انوراگی ہوں۔ اور جیسا کہ خدا کی روح نے مجھے فرمایا ہے ویسا ہی ہونے اور کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جو لوگ مسیح سے۔ ہندوستان سے اور مجھ سے محبت رکھتے ہیں وہ سب ہمارے سب کے باپ خدا کے تخت رحمت کے سامنے مناجات کرنے سے میری مدد کریں۔" اور ایک خط میں آپ لکھتے ہیں کہ "میرا ریزولیوشن تین وجوہ سے لکھا گیا ہے۔ (۱) اگر کبھی تنخواہ لے کر کام کرنے کی آزمائش میں پڑ جاؤں تو یہ اعلان ہمیشہ میرے سامنے رہے (۲) ہندوستان کو ایسے بہت سے کام کرنے والوں کی احتیاج ہے اور اگر کوئی اور شخص بھی سنیاس دھارنے کے لئے تیار ہو اور اس کو حوصلہ افزائی کی ضرورت ہو تو میرا نمونہ اس کی امداد کا باعث ہو (۳) مجھے بہتوں کی دعاؤں اور سفارشوں کی ضرورت ہے۔"

ہمارے ناظرین اور دیگر غیرتمند ہندوستانی مسیحی مسٹر تلک کے اس نمونہ پر غور کریں۔ اور خدا بہتوں کو ہمت دے اور اپنی پاک روح کی مدد اور ہدایت عطا فرماوے۔ وہ سب مسیح کی خاطر اور ہندوستان کی خاطر اور اپنی خاطر مسیحی انوراگی سنیاسی بنیں اور ہندوستان کو مسیح پاس لائیں ◆

رابندر ناتھ ٹیگور کا مدرسہ

یہ مدرسہ کلکتہ سے ۹۰ میل کے فاصلہ پر بولپور کے وسیع اور خوشنما میدان میں اس جگہ پر واقع ہے جو رابندر ناتھ ٹیگور کے والد مہرشی دیوندر ناتھ ٹیگور کی ملکیت ہے۔ یہ وہی مدرسہ ہے جہاں کئی سالوں کا عرصہ گذرا ہے کہ پادری سی۔ ایف۔ اینڈریوز صاحب اپنی مشن کو چھوڑ کر جا رہے ہیں اور اب ایس۔ پی۔ جی مشن کے مسٹر ڈبلیو۔ ڈبلیو۔ پیرسن صاحب بھی اس میں شامل ہو گئے ہیں۔ یہ ایک نرالی قسم کا مدرسہ ہے۔ اس کی دو تین خصوصیات کا بیان کر دینا جو موخرالذکر صاحب کی اس کتاب میں درج ہیں جو انہوں نے اس مدرسہ کے متعلق لکھی ہے۔ ناظرین کی دلچسپی اور فائدہ سے خالی نہ ہوگا (۱) پہلی خصوصیت اس مدرسہ کی یہ ہے کہ وہ ایک بڑی ایکانت جگہ میں واقع ہے۔ سب طرف شانتی ہی شانتی نظر آتی ہے۔ ایسی شانتی اور خاموشی جیسی چودھویں رات کے چاند کی چاندنی میں سہاونے میدان میں رات کے وقت ہوتی ہے۔ اور جہاں پانی کا خیر میں چشمہ جاری ہو ایسی شانتی چھائی ہوئی ہے۔ جس کے نیچے ہو کر انسان کا دل تمام دنیاوی تعلقات اور تفکرات سے ہلکا ہو کر یاد الہی میں لگ جاتا ہے۔

(۲) اس مدرسہ کی تعلیم بھی نرالی ہے۔ ساری تعلیم کی بنا شخصی نمونوں پر ہے۔ مذہبی معاملہ میں کسی قسم کی مذہبی عقیدہ کی تعلیم نہیں دیجاتی۔ اور نہ ہی کوئی بت وہاں رکھا ہوا ہے جس کا دھیان لگایا یا پوجا کیجائے۔ طلبا علی الصبح اٹھ کر میدان میں چلے جاتے اور چھوٹی چھوٹی چٹائیوں پر بیٹھ کر دعا اور مراقبہ میں مستغرق ہو جاتے ہیں اور کوئی ان کا مخل عبادت نہیں ہوتا۔ رابندر ناتھ ٹیگور کے بنائے ہوئے گیت اور ایسے ناٹک گیت گائے جاتے ہیں جن میں ملک کے بڑے بڑے کارناموں کا بیان ہوتا ہے۔ ایک سو بیس طلبا کے لئے قریباً اُستاد وہاں رہتے ہیں۔ یہ لڑکے اگرچہ ان میں بعض بہت غریب بھی ہیں تو بھی وہ مبلغ ۲۲½ روپیہ ماہواری چندہ دیتے ہیں (۳) سارے طلبا رابندر ناتھ ٹیگور اور دوسرے گوروؤں کے ساتھ بڑی دلچسپی اور نہایت نزدیکی تعلق اور مصاحبت رکھتے ہیں۔ ہر معاملہ میں طلبا پر پورا بھروسہ کیا جاتا ہے۔ اور وہ اپنے معاملوں کی خود غور پرداخت کیا کرتے ہیں ◆

سب سے بڑا وفادار ہمدرد دوست

یہ امر مسیحیوں کے لئے نہایت ہی حوصلہ افزا اور تقویت بخش ہے کہ جب دنیاوی دوست ان کی مصیبتوں اور آزمائشوں میں ان کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اور سخت بے وفائی کرتے ہیں یسوع ہی پورا وفادار اور نہایت ہمدرد دوست اور ساتھی ان کا غمگسار اور تسلی دینے والا ہوتا ہے۔ یہ حقیقت یقینی ہے کہ اکثر ایمانداروں کے تجربہ میں آئی ہوگی۔ یسوع مسیح فی الحقیقت ایسے موقعوں پر ان کے پاس آتا اور ان کے بوجھ اٹھاتا۔ ان کا ہمدرد ہوتا۔ انہیں تسلی دیتا۔ اور ان کی کمزوریوں میں انہیں تقویت دیتا ہے۔ وہ ایسا دوست ہے جس پر

ہمیشہ اعتبار اور بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ وہ کبھی بے وفائی نہیں کرتا۔ اور ہمیشہ اُن کی سنجیدہ اور دلی دعاؤں کا جواب عطا فرماتا ہے۔ خداوند کا وعدہ ہے کہ اگر تم مجھ میں قایم رہو اور میری باتیں تم میں قایم رہیں تو جو چاہو مانگو وہ تمہارے لئے ہو جائیگا۔ خداوند مسیح کا وعدہ اور مسیحی کا تجربہ جب ایک ہو جاتے ہیں تو اس حقیقت کی صحت میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ کیا کسی غیر مذہب کے بانی اور ہادی نے کبھی ایسا وعدہ کیا ہے؟ کیا اس وعدہ وفائی کا تجربہ اُن کے پیرؤوں میں سے کسی نے کیا ہے؟ یہ مسیحی مذہب کی ایک خصوصیت ہے جو کسی اور مذہب میں پائی نہیں جاتی۔ اس سے مسیحی مذہب کے منجانب اللہ ہونے اور مسیح خداوند کے منجی ہونے کی ایک بڑی بھاری دلیل نکلتی ہے۔

بہروپ یسوع خرِسٹ { ہمارے اور ساری دنیا کے منجی بشیر طلبگیہ

ساری کو دنیا ہماری طرح اُس پر ایمان لے آئے مردوں میں سے اپنے زندہ ہونے کے بعد کئی متفرق صورتوں میں اپنے ایماندار شاگردوں پر ظاہر ہوئے۔ اور ہر ایک صورت اُس کی دوسری صورت سے متفرق تھی۔ نہ صرف اپنے مقصد میں بلکہ شکل و شباہت میں بھی متفرق تھی۔ اُن دو شاگردوں کے بارے میں جو عماؤس نامے بستی کو جارہے تھے مرقوم ہے کہ:- "وہ اُن میں سے دو پر ایک اور صورت میں ظاہر ہوا" اور لکھا ہے کہ اُن کی آنکھیں بند کی گئی تھیں کہ اُس کو نہ پہچانیں"۔ اور کہ جب اُس نے روٹی لیکر برکت چاہی۔ اور توڑ کر اُن کو دینے لگا۔ اس پر اُن کی آنکھیں کھل گئیں اور انہوں نے اُس کو پہچان لیا"۔ اور جب وہ ایک مرتبہ رسولوں پر ظاہر ہوا تو انہوں نے گھبرا کر اور خوف کھا کر یہ سمجھا کہ کسی روح کو دیکھتے ہیں۔ پھر مریم نے جو مسیح کے زندہ ہونے کے دن کی صبح کے وقت باہر قبر کے پاس کھڑی روتی رہی تھی اُسے باغبان سمجھا۔ اور پھر تبریاس کی جھیل کے کنارے جب وہ شاگردوں پر ظاہر ہوا تو انہوں نے بھی اُس وقت اُسے پہچانا جب خداوند کے حکم سے کشتی کی دہنی طرف جال ڈالنے سے بہت سی مچھلیاں پکڑ لیں۔ الغرض اُن تمام بیانات کا گہرا مطالعہ کرنے سے جو مسیح کے مردوں سے جی اُٹھنے کے بعد اپنے شاگردوں پر ظاہر ہونے کا اناجیل اربعہ میں پایا جاتا ہے۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مُردوں میں سے جی اُٹھا ہوا مسیح مختلف صورتوں میں لوگوں پر ظاہر ہوا تھا۔ مسیح تو وہی تھا۔ مگر اُس کا ظہور متفرق موقعوں پر متفرق مقاصد سے متفرق صورتوں میں ہوا تھا۔ اور جب ہم اُن مقاصد پر غور کرتے ہیں جن کو خداوند مسیح اپنے مدنظر رکھتے ہوئے متفرق شکلوں میں ظاہر ہوا تھا۔ تو لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اُس کی وہ متفرق شکلیں بالضرور اُس کے متفرق مقاصد اور مدعا کے موزوں اور مناسب ہونگیں۔ جو نہ صرف اُس کی باتوں اور کاموں ہی سے جو اُس نے اُن موقعوں پر کہیں تصدیق پاتے تھے۔ بلکہ اُس کی اُن حسب موقع شکل و شباہت سے بھی تائید کئے جاتے ہوں گے۔

صلح کی شرائط پر تقریریں { ایک جرمن اخبار مظہر ہے کہ آسٹریا

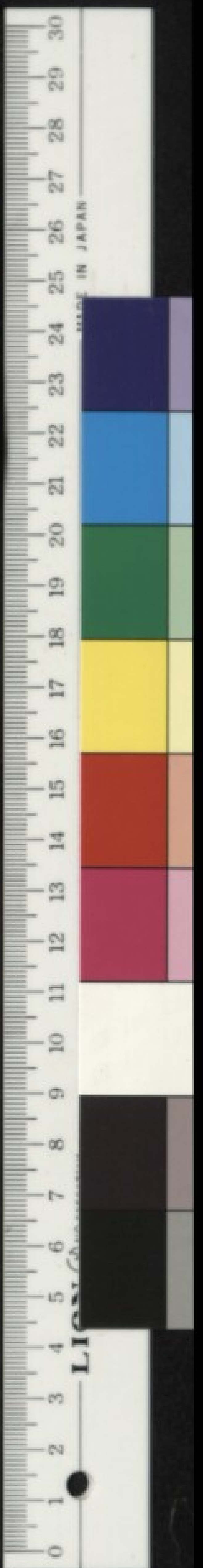
جرمنی بہت جلد اس بنا پر تازہ شرائط صلح تجویز کرنے والے ہیں کہ کوئی ملکی سرفرازی نہ ہوگی۔ بلجیم اور فرانسیسی علاقہ حوالہ کر دیا جائیگا۔ مشرق میں اصلی ملکی قبضوں کا دعوےٰ ترک کر دیا جائے گا۔ اور کوئی تاوان جنگ نہ ہوگا۔

نیویارک واقعہ امریکہ کی خبر جو حال ہی میں وصول ہوئی ہے یہ ہے کہ ۵ اکتوبر کو مسٹر روزویلٹ نے اپنی تقریر میں کہا ہے۔ کہ صلح کی شرائط بالضرور اتحادیوں کی بے تحاشہ فتوحات کا نتیجہ ہونگی۔ اور اُن میں جرمنی پوری سرنگونی۔ آسٹریا کا گدا ز ہو جانا۔ پولنڈ کی جس میں بالٹک ساحل بھی مشتمل ہے آزادگی۔ زیکوسلواکی آزادگی۔ گریٹیس جمہوری سلطنت کی آزادی جس میں بوہیمیا اور موریویا اور سلووک کے باشندے مشتمل ہیں۔ اٹلی کو اُسکا ملک واپس دیدینا۔ اور بلجیم کو بڑا بھاری تاوان جنگ دینا یہ سب باتیں شامل ہونگی۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ فرانس کو السس لورین ملے اور برطانیہ اور جاپان نوآبادیات رکھیں کیونکہ انہوں نے اُن کو فتح کیا ہے۔ ریاست ہائے متحدہ (امریکہ) صرف یہ چاہتی ہیں کہ مونرو کی تعلیم قایم رہے۔

انگریزوں کے بارے میں جرمنوں کے خیالات { ایک غیر جانبدار ملک کا ایک سوداگر جو حال ہی میں جرمنی سے روس میں

وارد ہوا ہے کہتا ہے کہ میں نے جرمنی میں ہر جگہ لوگوں کو برٹش افواج کے حق میں تعظیماً اور اکثر خوف میں ہو کر بولتے سُنا ہے۔ مغربی محاذ سے جو زخمی یا رخصت پر آئے ہوئے سپاہی جرمنی میں واپس آئے ہیں۔ انہوں نے ایسی برٹش افواج کی طاقت اور شجاعت کی کہانیاں پھیلا دی ہیں کہ مشکل سے ایک آدمی بھی نہیں پایا جاتا جو فخریہ کہہ سکتا ہو کہ جرمن فوج مغربی محاذ پر اپنے دشمنوں پر فوقیت رکھتی ہے۔

سنٹرل نیوز کا نامہ نگار مقیمی روما کہتا ہے کہ فی الحقیقت یہ یقین عام ہے کہ اگر جرمنی روس کیساتھ علیحدہ صلح کرنے میں کامیاب بھی ہو جائے۔ اگرچہ اُس کی تمام امیدیں پورے طور پر محدود ہیں تو بھی وہ تمام جرمن فوج جو مغربی محاذ پر جمع ہوئی ہے امریکہ کے عین میدان جنگ میں شریک ہونے سے پیشتر بیشتر فرانسیس





برطانوی فوجوں کو کچھاڑنے کے لئے کافی نہ ہوگی جرمنی کے بہت سے ماہر اور تجربہ کار آدمی اس سے بھی آگے بڑھ جاتے اور کہتے ہیں کہ برٹش فوج ایسی زور آور ہے اور ہر طرح سے ایسی عمدہ طور پر مسلح اور تیار ہے کہ وہ صرف ایک ہاتھ ہی سے جرمن فوجوں کا مقابلہ کر سکتی ہے۔

نامہ نگار اپنی رائے کے ذمہ وار ہیں

مُردہ زندہ ہوگئی

ناظرین عنوان بالا کو دیکھتے ہی حیرت سے پڑینگے۔ کہ کہیں مردہ زندہ ہوگیا! میں آپ کی حیرت کو اور بھی عمیق کر دیتی ہوں۔ چنانچہ بائبل مقدس سے ظاہر ہے کہ خداوند یسوع مسیح نے چار دن کے مُردے اپنے دوست لعزر کو زندہ کیا۔

مگر میں جس مُردے کا ذکر کرتی ہوں وہ بارہ[12] برس کی لڑکی ہے جسے خداوند مسیح نے زندہ کیا تھا۔ تھوڑی دیر کے لئے میں آپ کی توجہ کو اُن مُردوں کی طرف پھیرتی ہوں جن کا ذکر آپ نے بھی پڑھا یا سنا ہوگا۔ کہ ایک بیوہ کا لڑکا مر گیا اور مہاتما ایلیاہ رشی نے اپنے کو تین بار اُس لڑکے پر پسارا اور یہ اشلوک پڑھا "اے خداوند میرے خدا اپنی عنایت سے ایسا کیجئے کہ اُس کی جان اُس میں پھر آوے۔" دعا قبول ہوئی۔ اور لڑکے کی جان اُس میں پھر آئی۔ کہ وہ جی اُٹھا (۱ سلا ۱۷: ۲۱ و ۲۲) اس کے چند برس بعد ایک اور خاتون جس کا نام شونمیت تھا۔ اُس کا بیٹا سر درد سے مر گیا۔ ماںتا کی ماری ماں نے فوراً اپنے ایک نوکر کو ساتھ لیا۔ اور مذکور رشی کے چیلے الیسع کے پاس کوہ کرمل پر گئی۔ اور ڈنڈوت کر کے عرض کی۔ مہاتما نے اپنے داس جیحازی سے کہا کمر باندھ۔ اور میرا عصا اپنے ہاتھ میں لے اور چلا جا۔ راہ میں کسی کو سلام نہ کر اور نہ سلام لے۔ اور میرا عصا اس لڑکے کے منہ پر رکھ۔ شونمیت نے کہا۔ ہے دیاو تیری جان کی سوگند میں تجھے نہ چھوڑونگی تب رشی جی مہاراج روانہ ہوئے اور پھر جھکا اپنے آپ کو اُس لڑکے سے لپٹایا۔ منہ پر منہ۔ آنکھ پر آنکھ۔ ہاتھ پر ہاتھ پسارا۔ اور اُس لڑکے کا بدن گرم ہوا اور وہ لڑکا سات بار چھینکا۔ اور اپنی آنکھیں کھول دیں۔ (۲ سلا ۴: ۱۸ وغیرہ) رشی جی مہاراج نے لڑکے کو اُس کی ماں کے حوالے کیا اور چلدیا۔ اس سے پہلے کہ میں اپنی ہیرو کے زندہ ہونے کی کیفیت بیان کروں اُسکی موت کے واقعے کے اظہار کو مقدم سمجھتی ہوں۔ اور کلیسیا کے پاسبانوں۔ واعظوں اور مددگاروں کی توجہ کو خاصکر اپنے عنوان کی طرف مبذول کرنا چاہتی ہوں۔ کیونکہ اس موت کا سبب مہارشی حزقی ایل کے قول کے بموجب راست آتا ہے۔ چنانچہ خداوند یہوواہ چرواہوں کو یوں فرماتا ہے .... کیا چرواہوں کو یہ بات لائق نہ تھی کہ گلوں کو چرواتیں ... تم نے کمزوروں کو توانائی نہیں بخشی۔ اور بیماروں کو چنگا نہیں کیا۔ اور ٹوٹے ہوئے کو نہیں باندھا (حزقی ایل ۳۴: ۲–۴)

اگر ہماری ہیرو کی شادی کے وقت پاسبان ذرا توجہ سے پوچھ پاچھ کرتے تاکہ یہ بت پرست خاوند کے ساتھ نہ بیاہی جاتی تو یہ موت وقوع میں نہ آتی۔ شاید کوئی کہے کہ پولس رسول فرماتا ہے کہ بے ایمان خصم کے ساتھ رہنے کا حکم ہے۔ مگر اُن عورتوں کو وہ جو خصم کو بت پرستی سے نکالنے کی طاقت رکھتی ہوں اور اگر وہ ایسی کمزور ہیں کہ خود بے ایمان ہو جائیں اور بت پرست بن کر ہلاک ہوں۔ کیا اُن کو حکم ہے کہ بت پرست خاوند سے بیاہی جائیں؟ ہرگز نہیں

دوم اُن والدین سے التماس ہے جو اپنے بچوں پر ترس نہیں کھاتے۔ اور بعض سببوں سے اپنی اولاد کو

زندہ درگور

کر دیتے ہیں۔ ہندی کے اس دعوے پر بہت والدین سوچیں گے کہ ہم نے تو ہرگز اپنی اولاد کو کبھی زندہ درگور نہیں کیا۔ ممکن ہے۔ مگر میں ثابت کروں گی کہ ہماری ہیرو کی موت والدین کے لالچ اور پاسبان کی بے خبر توجہی سے وقوع میں آئی۔ آپ صاحبان نے بہت دفعہ سنا ہوگا۔ کہ فلاں شخص مر گیا۔ اور پھر زندہ ہوگیا اگر آپ کے دماغ میں یہ خیال گذرا ہو کہ شاید ہماری ہیرو کو بھی چوبیس گھنٹے کی موت آئی ہوگی کیونکہ مسیحی اکثر چوبیس گھنٹے کے بعد دفن کئے جاتے ہیں کیونکہ ہر قسم کی ایک بیماری ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد پھر زندہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ یورپ کے اطبا کا تجربہ ہو چکا ہے بلکہ ہندوستان اور پنجاب میں بھی کئی بار سنا اور دیکھا ہوگا۔ کہ فلاں مر گیا اور کچھ دیر کے بعد زندہ ہوگیا۔ پس اس ہی خیال سے مسیحی مُردے چوبیس گھنٹے روک کر دفنائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ہماری ہیرو نے اپنے زندہ ہونے کے بعد ایک روئیت سنائی کہ جب میں شادی ہو کر اپنے خاوند کے گھر بود و باش کرنے لگی۔ میں نے اپنے خاوند کی دائی سے سنا کہ ایک زمانے کا ذکر ہے کہ ہمارے اگلی خاندان کے لوگ تمام مر گئے کوئی مرد باقی نہ رہا جس سے نسل باقی رہتی صرف ایک عورت جو حاملہ تھی باقی رہی۔ مگر وہ بھی مر گئی پڑوسیوں نے میت کو دفنا دیا۔ وہ بچہ جو اس کے پیٹ میں تھا (خدا جانے) کیسے پیدا ہوا اور پرورش پا گیا اور قبر میں ایک سوراخ ہو گیا تھا جس سے وہ باہر آتا جاتا تھا۔ جب کسی آدمی کو دیکھتا فوراً قبر میں گھس جاتا ایک دفعہ گورکن تمام دن گورستان میں قبریں کھودتا رہا کئی بار اُس کی نظر نے دھوکا کھایا کہ ایک قبر سے کوئی شئے برآمد ہوتی اور پھر غائب ہو جاتی ہے تب وہ اُس کی تاک میں لگا۔ اور تاڑ لیا کہ ایک بچہ باہر آیا

اور جب اُس کی آنکھوں سے دوچار ہوا فوراً قبر میں گھس گیا۔ مگر کن اُس قبر کے پاس جا چھپا اور تاک میں لگا رہا۔ کچھ دیر کے بعد وہ بچہ پھر باہر آیا اور اُس نے جست کر کے بچہ کو پکڑ لیا اور شہر میں لے گیا۔ لوگ اُس قبر پر آئے۔ اور معلوم کیا کہ اس قبر میں حاملہ عورت دفنائی گئی تھی۔ اُس بچے کی پرورش ہونے لگی اور بالغ ہونے پر اُس کی شادی کی گئی۔ اُس ہی کی اولاد سے میرا خاوند ہے۔

نہ معلوم مذکورہ بیان کہاں تک صداقت رکھتا ہے۔ مگر اس ہی طرح کا ایک اور سچا واقعہ بھی ہے سنہ ۱۸۷۲ء کے قریب جناب پادری ہیرٹ صاحب شکار کو گئے۔ اور جنگل میں بھیڑیے کی ماند سے ایک لڑکی نکال لائے اور اس لڑکی کی پرورش سکندرہ آرفن ایج میں شروع ہوئی۔ اور ایمیگل نام پایا۔ جوانی کی حالت میں لڑکی تتلاکر بولتی تھی۔ باقی حواس بہت درست تھے۔ اور اسی طرح ایک لڑکا بھی جنگل سے لایا گیا۔ لانے والوں نے بیان کیا کہ ہم اس کو بھیڑیے کی ماند سے نکال کر لائے ہیں چونکہ یہ لڑکا سنیچر کو لایا گیا۔ اس لئے اس کا نام سنیچر رکھا گیا۔ اور پرورش پاتا رہا مگر جوانی تک سوائے سلام کے اشارے کے کچھ بول نہ سکا۔

خُدا کی قدرت بے انت ہے۔ اب

میں اپنی تھیوری کی موت کا بیان کرتی ہوں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ خداوند کی روح نے حزقی ایل کو ہڈیوں کی وادی میں جا اُتارا (حزقی ۳۷:۱) اس ہی طرح خداوند مسیح نے ہمارے خاندان کو بلوچستان سے لا کر کے افغانستان کی سرحد پر حسن ابدال لا اُتارا۔ اور جیسے حزقی ایل نے ہڈیوں پر نبوت کی۔ میں بھی روحانی مردہ بہنوں کے پاس گئی۔ اور ایک ایک سے اُن کی زندگی کا حال دریافت کیا۔ بعض ان حسن ابدالیوں سے جن کا ذکر میرے شوہر مسٹر جے۔ ایس۔ ولیمس نظیر نے

نے مورخہ ۹ اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ء کے پرچہ نورافشاں میں کیا ہے۔

ان میں سے ایک گھرانے کی ایک خاتون نے اپنا اظہار یوں بیان کیا کہ میرے والدین قصبہ رسولپور ضلع گوجرانوالہ کے باشندے ہیں جو اب تک موجود ہیں۔ سو جب میں شادی کے لائق ہوئی میرے والدین کے پاس پیغام آیا۔ میرے والد نے دریافت کیا کیا دولہا **عیسائی ہے؟** دولہا کے بھائی نے جواب دیا جی ہاں۔ سو جب شادی کی رسم ادا ہو چکی تو معلوم ہوا یہ لوگ عیسائی نہ تھے۔ اس پر میرے والد نے الوداع کے وقت مجھ سے کہا بیٹی اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا۔ مگر اپنے سسرال میں بت پرستی ہرگز مت کرنا۔ مگر جب میری والدہ نے یہ سنا تو کہا بیٹی اگر تم سسرال میں اپنے بڑے بوڑھوں کی رسم پر نہ چلو گی تو وہ تم کو تکلیف میں ڈالیں گے۔ سو جب میں رواج ہو کر سسرال میں آئی تو ان بت پرستوں کی رسم کے بموجب آٹے کا بت جو میرے خاوند کے باپ دادے کی صورت تصور کیا گیا بنایا۔ اور میرے سامنے رکھا۔ اور کہا اس کے آگے ہاتھ جوڑ کر عرض کر۔ اس دم باپ ماں کی نصیحت یاد آئی کہ اب کیا کروں۔ اگر باپ کی بات پر عمل کرتی ہوں تو عمر بھر نافرمان گنی جاؤں گی۔ اس لئے ماں کی ہدایت پر عمل کیا اور ہاتھ جوڑ کر اس آٹے کے بت سے دعا مانگی۔ افسوس۔

اس کے بعد چند دنوں تک دعا نماز کرتی رہی مگر جب دعا کرتی میرے گھرانے کے لوگ بلکہ خاوند تک ہنسی اُڑاتا اور کہتا **اسے کسی منتر جنتر پڑھ دی ہیں**۔ کوئی کہتا **او اسے دیکھو اس وے سر وچ بڑی سوندی ہے کہ ماتھے نوں پھڑ کے بڑبڑ کر دی ہے**۔ اس کے سوائے اور بہت کچھ ٹھٹے اور ہنسی کرتے۔ آخر کو تنگ آ کر دعا کرنا چھوڑ دیا۔ مگر کبھی کبھی مسیحی گیتوں سے دل کو خوش کر لیتی تھی۔ سو جب اُس پر بھی مخول اُڑنے لگے تو سب کچھ چھوٹ گیا۔ بارہ برس ہوئے کہ مسیحیت مجھ سے اور میں مسیحیت سے مر چکی تھی۔ اب

پھر زندہ ہو گئی

خدا باپ نے اس قصبہ حسن ابدال پر رحم کیا۔ اور ان مردہ روحوں کو یاد فرما کر آپ لوگوں کو یہاں لایا! گو اس سے پہلے بھی کئی مبشر یہاں آئے۔ مگر میرا خاوند اُن سے بات تک کرنا پسند نہ کرتا تھا۔ ہزار شکر اس خداوند یسوع مسیح کا کہ وہ اپنی بھیڑوں کا **سچا پاسبان** کہ اب نہ صرف میں بلکہ میرا تمام گھرانہ جو مجھ پر ہنسی اُڑاتا تھا مسیح میں زندہ کیا گیا۔ ناظرین نے دیکھ لیا کہ کس طرح **مردہ زندہ ہو گئی**

مسز آر۔ جے ولیمس از حسن ابدال۔

شادی کے بعض عجیب دستور

پیاری بہنو اور بیٹیو! ہمارے ملک پنجاب اور ہندوستان کا بہت بڑا خطہ ہے۔ جس میں طرح بطرح شادی کا رواج جاری ہے۔ چنانچہ سندھ کے خاص باشندے جن کو قوم آریہ نے آکر پہاڑوں اور جنگلوں میں رگیدیا۔ ان کا ایک بڑا گروہ ملک ناگپور احاطہ بنگال کے جنوب میں کول اور بھیل قوم سے آباد ہے سنہ ۱۹۰۰ء میں جب ہم کلکتہ سی۔ ایم۔ ایس مشن میں خدمت کرتے تھے بسنتر مسیح داس واعظ کی بیوی نے جو اُس ہی قوم سے تھی بیان کیا کہ ہماری قوم کے بموجب شادی کا بازار سال میں دو دفعہ میدان میں لگتا ہے جس کے گرد بیس گز کے فاصلہ پر چوگرد ایک گہری لکیر کھودی جاتی ہے۔ اور جن لڑکے لڑکیوں کو شادی کرنا منظور ہوتا ہے اس بازار میں آتے ہیں۔ تب جو لڑکا جس لڑکی کو پسند کرے اُس کو گود میں کر کے اُس لکیر



سے باہر نے جانے کی کوشش نہیں کرتا ہے اور لڑکی جدوجہد کرکے اُس سے چھوٹنا چاہتی ہے۔ اسی طرح کشتم کشتی کرتے ہوئے لڑکا اُسکو لکیر سے باہر لیجاتا ہے۔ تب لڑکی جدوجہد کرنے سے باز ہوتی اور راضی برضا اس کے ساتھ ہولیتی ہے۔ ایک ہفتہ کے بعد اُس لڑکے کے والدین۔ لڑکا۔ لڑکی اور چند پڑوسی معہ گائے بیل بھینس۔ بکری وغیرہ جو کچھ جہیز دینا منظور ہوتا ہے ساتھ لیکر سمدھیانے جاتے ہیں۔ اور ایک دو روز رہکر چلے آتے ہیں۔ اس کے بعد وہ لڑکی آتی جاتی رہتی ہے مگر کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ ایک لڑکی کو دو لڑکوں نے پسند کیا یا دو لڑکیوں نے ایک لڑکے کو پسند کیا مگر وہ دوسرے کے ہاتھ لگ گئی۔ بس دل کی حسرت دل ہی میں رہ جاتی تھی۔ مگر اب ہماری سرکار نے اُس زبردستی کے دستور کی ایسی اصلاح کردی ہے۔ کہ قومی رواج میں فرق بھی نہ آئے۔ اور شادی بھی ہوجائے یعنے اب دستور ہے کہ شادی کے بازار میں جانے سے پہلے والدین یا لڑکا لڑکی آپس میں رضامند ہوجاتے ہیں۔ تب بازار میں جاکر اپنی پسندیدہ کو گود میں لیکر لکیر سے باہر لے جاتے ہیں۔ اور ایک ہفتہ کے بعد پھر وہی آنا جانا لگا رہتا ہے۔

ہوائی نکاح

مغربی سرحدی صوبہ میں ایک شہر ڈیرہ غازیخاں ہے۔ جو دریائے سندھ پر آباد تھا۔ جس کی طغیانی سے شہر ڈوب گیا۔ مگر اب نیا شہر قریب ہی آباد کیا گیا ہے اور اُس کا نام بھی ڈیرہ غازیخاں رکھا گیا ۱۹۱۰ء میں ہمارا خاندان سابق ڈیرہ غازیخاں میں موجود تھا۔ اس ضلع میں مغرب کی طرف کوہ سلیمان کے قریب ایک بڑی خانقاہ **سخی سرور** کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۰ مارچ اور اپریل میں اس درگاہ پر بہت بڑا میلہ لگتا ہے۔ دور دور سے ہندو اور مسلمان آتے اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ ان کے سوا کوہ سلیمان کے بلوچی باشندے جو بالکل ناظم اور درویش قوم ہے تو دور دور سو میل سے نکاح پڑھوانے آتے اور بھیڑ بکری نکاح کی اُجرت میں لاتے ہیں۔ مجاور نکاح پڑھکر ایک مشکیزہ میں پھونک دیتا ہے۔ دولہا دولہن کے والدین خوشی خوشی واپس جاتے اور نکاح کے روز آدھی پھونک دولہا اور آدھی دولہن کے کان میں چھوڑ دیتے ہیں بس اسی طرح کا نکاح بندھ جاتا ہے۔ اور قیامت تک قائم رہتا ہے۔ میری پیاری بہنو ہم مسیحی عورتوں کو اپنے خاندان میں مبارک ہونا چاہیئے۔

راقمہ: مسز آر۔ جے۔ دہمیس

از حسن ابدال

مسیحی یگانگت

تمدنی صورت اس امر کی شاہد ہے کہ جبتک ارکان منزل بخیال وہم راے نہوں یعنی باہمی رابطہ اتحاد کے بار کا ہر ایک رکن جبتک مورتی نہنجاوے تب تک وہ منزل عیش و آرام قلبی اطمینان نہ ہوگا بچہ ہم اس مثال سے کلیسیائی صورت کے لئے بطور نتیجہ کے بہت کچھ استخراج کرسکتے ہیں۔ اس لئے ہم اپنی دلائل کو اسی مثال سے وابستہ کرتے چلے جائیں گے جسطرح آئین منزل میں ایک رکن رکین اعلیٰ ہوتا ہے۔ جو صاحب منزل کہلاتا ہے۔ اسی طرح کلیسیائی صورت میں ہم **خداوند مسیح** ذوالجلال ولازوال عالم ظاہر و باطن۔ قادر کون و مکان کو اپنا مربی و مالک صاحب و حاکم۔ ہادی و رہبر۔ شافع و منجی۔ رحیم و کریم۔ عادل و منصف مالک و آقا سمجھتے ہیں جسکے حکم و احکام۔ پند و نصائح۔ اصول و عقائد۔ معرفت و روحانیت۔ عروج و اقبال کے امور پاک کلام **بائبل مقدس** میں درج ہیں۔ پس یہ اظہر من الشمس ہے کہ ہر صورت میں ہمارے مالک خداوند مسیح ہیں اور بائبل مقدس ہمیں اپنے مالک کی قربت اور عشق و الوہیت میں سے کردینے والا ایک بڑا بھاری فیصلہ ہے۔ مگر یاد رہے کہ بائبل سے گو تمام افراد قوم واقف ہیں اور اپنے پاس رکھتے ہیں لیکن وہ ہی کلام پاک سے مستفید ہوتے ہیں جو اسکے حروف کو روح نجات و برکت سمجھکر پڑھتے اور مطالعہ کرتے ہیں۔ اس کے بیانات کو اپنا اصول زندگی سمجھنے لگتے ہیں اور احکام الہی کے نہ صرف دیکھنے والے بلکہ اُن کے عامل بنتے ہیں۔ وہ مبارک ہیں ورنہ صرف سرسری مطالعہ یا محض بائبل رکھنا اس قدر مفید نہوگا اور اس امر کی صداقت یوں معلوم ہوسکتی ہے۔ دنیوی طور پر پابندیئے قانون کی مثال لیجیے۔ وہ شخص تو اعدو قانون کی رو سے سزایاب نہیں ہوسکتا جو کہ اول تو اپنے آقا و مالک سے منکر و منحرف نہو۔ دوم اپنے آقا کے مقرر کردہ ضوابط و قواعد کا ہمیشہ مطیع ہوکر عامل ہے۔ گو دوسری صورت پہلی صورت کا ایک نتیجہ ہو مگر انکا تفاوت ذیل سے ظاہر ہوگا۔ فرضاً یہ مثال لیجیے ایک شخص اپنے آقا کی ذات کا قائل تو ہے لیکن احکام مقرر کردہ کی پابندی میں خواہ عمداً خواہ سہواً غلطی کا مرتکب ہوتا ہے وہ کبھی بھی خلاف ورزیٔ قانون کی سزا سے بری نہیں ہوسکتا پس اس صورت میں بائبل کے مشاہدے و معائنے محض سرسری مطالعہ پر اکتفا کرنا بہتر نہیں بلکہ اپنے آقا خداوند مسیح پا ایمان و اعتقاد رکھتے ہوئے خیالاً قولاً فعلاً عامل بننا لازمی ہے جسکی دوسری صورت میں محض یہی خیال کو لیا گیا تھا کہ ہم اپنے مربی کی آواز کے شنوا ہوں اور ہم اپنے آقا کی تعمیل احکام کے لئے ہمہ تن و زور ساعی ہوں جب تمام اراکین کلیسیا پابند احکام الہی ہونگے مسیح کے نمونے کے مقلد اور پیرو ہونگے تو حسد و بغض نخوت و غرور۔ تنازع و نفاق تفرقہ و فساد مطلقاً ترسخ نہ ہونگے۔ بلکہ ایک کے دکھ درد سے

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودیانہ۔

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام

حرفتی کارخانہ۔ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی و دنیوی تعلیم کیلئے عرصہ دراز سے جاری ہے مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم اور تکمیل تعلیم کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۴ء سے حصّہ ورنیاکولر کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیرنگرانی کر دی ہیں جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے فیس خرچ خوراک ماہواری فی طالبعلم علاوہ فیس جماعت ماہواری فی طالبعلم ۔ سرکاری فیس۔ متفرقات و قیمت کتب وسٹیشنری علاوہ ہے حرفتی طالبعلم جو مخصوص تعلیم مشن سکول میں حاضر ہوتے ہیں سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ وغیرہ مناسب قیمت پر تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جن رکشا گروز نول پرم وغیرہ بھی تیار ہو سکتے ہیں کرگونرل فی ... سے ... تک جن رکشا ... سے ... مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے۔ اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق وسیع اور ہوادار بورڈنگ ہوس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے خوش وضع حوض۔ عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے ... اور کافی کمرے ہیں۔ مزید براں سکول کے اسٹاف صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں سکول ہذا میں مزید مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔ المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول
بٹالہ ضلع گورداسپور

باغ و گل

ایڈیٹر مسز محمد اسمٰعیل صاحبہ

چندہ سالانہ ۸ روپیہ یا زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جاویں تو ۶ مہر ہوگا فی کاپی ملنے کا پتہ۔ ای۔ ایم ویری ڈی ڈی مینیجر لودیانہ

کرسچن بک سٹور لودیانہ

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم و ادب کی تمام کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو اُردو اور پنجابی زبانوں میں امریکن ٹریکٹ سوسائٹی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کیطرف سے شائع ہوتی ہیں۔ فہرست کتب کیلئے درخواست بنام منیجر پادری ای۔ ایم ویری صاحب لودیانہ۔ پنجاب

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو بزبان انگریزی اور اردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں بہمہ لیڈروں کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں۔ چندہ سالانہ معہ محصول خریداران ۱۲ آنے یکمشت روپیہ تک۔ نمونہ کا پرچہ مخزن مسیحی مینیجر الہ آباد سے طلب کر سکتے ہیں۔

دستور العمل نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک ... عہ

ہندوستان و پنجاب سے ... ... ے

غیر ممالک سے ... ... ے ۱۲

قیمت بہر حالت پیشگی لی جاوے گی

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۸؍ ے	ے	للعہ
چوتھائی کالم	ے	للعہ	عہ
نصف کالم	للعہ	عہ	مہ
پورا کالم	عہ	مہ	ہ
پورا صفحہ	ہ	صہ	ماہ

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جاوے گا۔

نوٹ:۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

عمدہ قابل اطمینان اصلی

تخم ترکاری اور پھول نیز پھول پھل کے پودے ایچ ایچ علیسے جی اینڈ کو سہارنپور سے ملتے ہیں۔ فہرست مفت منگا کر نام اور قیمت معلوم کیجئے۔ ایچ ایچ علیسے جی اینڈ کو۔ سہارنپور

اشتہار

تخم ترکاری پھول اور پھل پھول کے پودے مطلوب ہوں تو مسٹر این۔ ہیمپن سپرنٹنڈنٹ امپریل فروٹ گارڈن آفس سہارنپور سے طلب کر سکتے ہیں۔

اشتہار

ایک تجربہ کار بائبل وومن کی جو کہ پنجابی اور اُردو جانتی ہو ضرورت ہے۔ درخواستیں معہ اسناد مس ایم۔ ایل ہیرس صاحبہ لودیانہ کے نام آنی چاہئیں۔

بقیہ مضمون صفحہ گیارہ

بقیہ مضمون صفحہ گیارہ

سب دکھی اور رنجیدہ ایک کی ترقی و اقبال سے سب خوش و شادہ ہونگے۔ جب کسی ایک فرد قوم کے آرام و خوشی دکھ و تکالیف میں شامل حال ہونا باقی افراد قوم اپنا فرض و فضان سمجھیں گے تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ عروج و اقبال ترقی و بہبودی کا نشانہ نمودار ہوگا۔ اور تب قومی ترقی و بہبودی کیلئے بذریعہ تبادلہ خیالات بہتر اور عمدہ تجاویز تمام تر ترقی سوچی جا سکتی ہیں اور پھر یہ پژمردہ ہستی شگفتہ و تازہ ہو سکتی ہے۔ اور وہ روحانی جوش اور ولولہ افسوس اتفاق جو آج سے تقریباً انیس سو برس پیشتر مسیحی کلیسیا میں تھا از سر نو ظہور پذیر ہو سکتا ہے۔ مگر اس اعلیٰ مرتبے تک پہنچنے کیلئے پہلی ضروری کوشش ہر دو مرد و زن کی خود انکاری مطلوب ہے۔ جبتک مادہ خودی قومی ہستی سے دور و کافور ہوگا تب تک اس موافقت و مطابقت قولی و فعلی خیالی نہیں ہو سکتی ہے۔ راقم۔ یوسف عزیز انکلارک آباد۔

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نورافشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام موہن لال براون چھاپا